الجواب ـــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــ

العیاذ باللہ تعالیٰ، زید بے قید کے ایمان و عقیدے میں گھن لگ گیا ہے اور وہابیت کا جراثیم پوری طرح سرایت کر چکا ہے لہٰذا اس پر توبہ، تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو اس سے دوبارہ نکاح ضروری ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ جنس بشری میں مبعوث ہوئے اور وہ سب جنس بشر سے ہیں

نہ ملائکہ کے جنس سے ہیں نہ جنات کے۔ مگر انہیں صرف بشر اور بشر کی طرح کہنا کافروں اور مشرکوں کا طرز و طریقہ رہا ہے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر کافروں اور شیطانوں کے قول کو نقل کیا ہے۔ مثلاً قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (ابراہیم آیت ۱۰)۔ هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الانبیاء آیت ۳) مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (المومنون آیت ۲۴)، مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ (المومنون آیت ۳۳)، مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (الشعراء آیت ۱۵۴)، قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (یٰسٓ آیت ۱۵)، مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ھود آیت ۲۷)، قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ (الحجر آیت ۳۳)

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف بشر ماننا یا اپنے مثل بشر ماننا ان کی توہین ہے جو عند الشرع کفر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو ہمارے اسلاف کرام نے بشر کہا ہے مگر اس طرح

اَلنَّبِیُّ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ ❊ كَالْيَاقُوْتِ حَجَرٌ لَا كَالْحَجَرِ

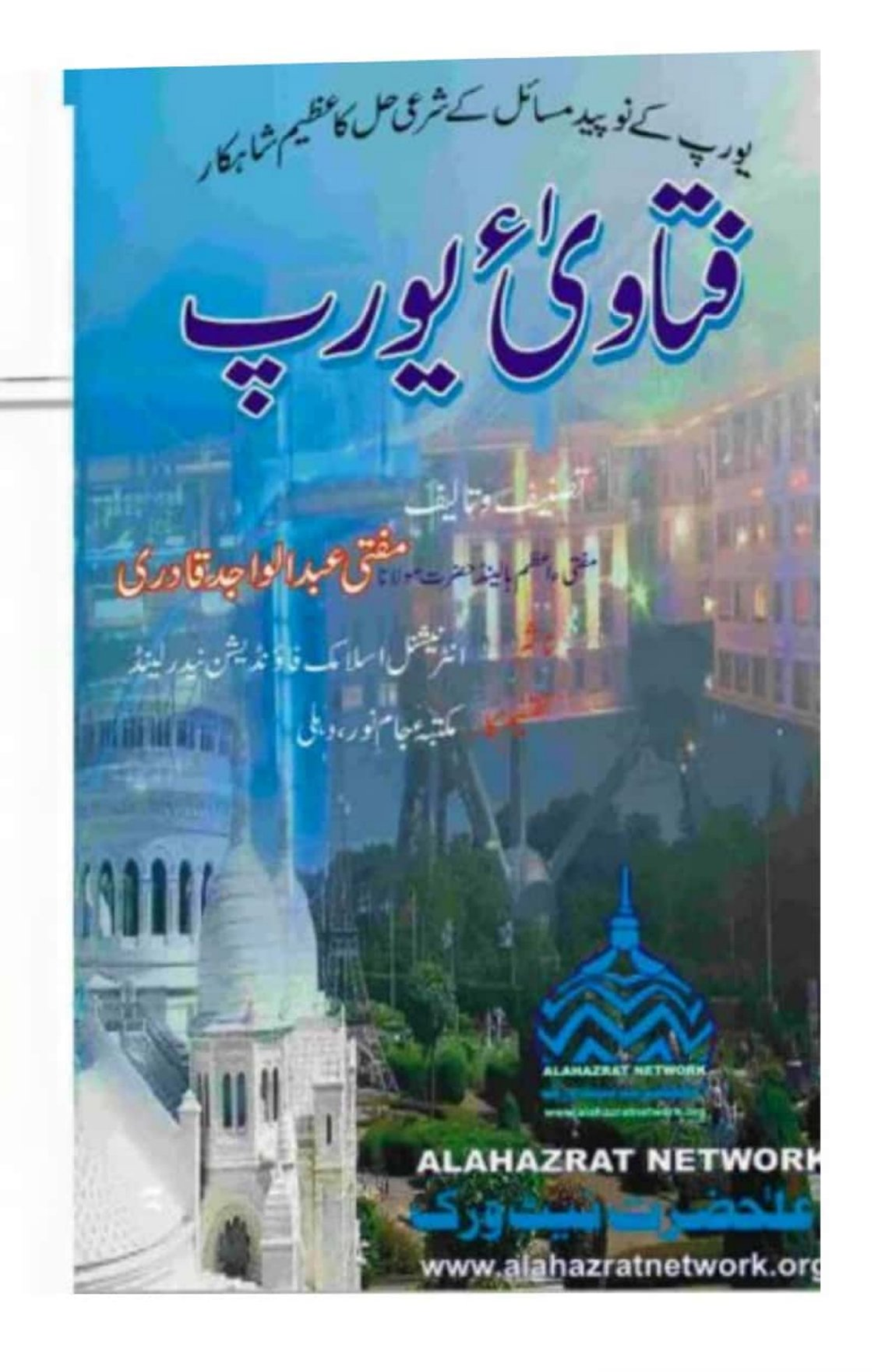
یعنی نبی لاریب بشر ہیں لیکن عام بشر کی طرح نہیں۔ اسکی ناقص مثال یہ ہے کہ یاقوت لاریب پتھر ہے مگر عام پتھروں کی طرح نہیں یاقوت و لعلِ بدخشاں کو صرف پتھر یا عام پتھر کے مثل کہنا اسکی صریح توہین اور ناقدری ہے۔

شفا شریف جلد ثانی میں ہے۔

وَاجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى قَتْلِ مُنْتَقِصِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَسَابِّهٖ

تمام امت مطلقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مدعی اسلام نبی علیہ السلام کی شان میں تنقیص کرے یا اس کو برا کہے، وہ قتل کا مستحق ہے۔


اور فتاویٰ شامی جلد ثالث میں ہے



پیاس بجھائے نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے کس قہر کی تھی جس میں ابرہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا کوئی پاس نہ جا سکتا تھا گوپھن میں رکھکر پھینکا جب آگ کے مقابل پہنچے جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم حاضر ہوئے اور عرض کی ابرہیم کچھ حاجت ہے۔ فرمایا ہے۔ مگر نہ تم سے۔ عرض کی پھر اُسی سے کہیے جس سے حاجت ہے فرمایا علمہٗ بحالی کفانی عن سؤالی اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست ارشاد ہوا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰیٓ اِبْرٰھِیْمَ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابرہیم پر اس ارشاد کو سن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہو گئیں کہ شاید مجھی سے فرمایا جاتا ہو اور یہ تو ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ علما فرماتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ وَسَلٰمًا کا لفظ نہ فرمایا جاتا کہ ابرہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا تو اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ اس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔

عقائد متعلقۂ نبوت

مسلمان کے لیے جس طرح ذات و صفات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اُسے کافر نہ کر دے اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکلے اور ہلاک ہو جائے **عقیدہ** نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملئکہ میں بھی رسول ہیں **عقیدہ** انبیا سب بشر تھے اور مرد نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت **عقیدہ** اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں اُس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے **عقیدہ** نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ **عقیدہ** بہت سے نبیوں پر اللہ تعالےٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں


جاء الحق
مفتی احمد یار خاں صاحب
جسیم بکڈپو پرائیوٹ لیمیٹڈ جامع مسجد دہلی

کی تین صورتیں ہیں۔ صورت بشری، صورت حقی، صورت ملکی۔ بشریت کا ذکر اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ حقی کا ذکر ہوا مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جس۔ ہم کو دیکھا حق کو دیکھا۔ صورت ملکی کا ذکر فرمایا لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ بعض وقت ہم کو اللہ سے وہ قرب ہوتا ہے کہ نہ اُس میں مقرب فرشتہ کی گنجائش ہے نہ مرسل نبی کی۔ معراج میں سدرہ پہونچ کر طاقت جبریلی ختم ہوگئی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشری طاقت کی ابھی ابتدا تھی اس آیت میں محض ایک صورت کا ذکر ہے ؎

نویں اس طرح کہ بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں یہ تو فرمایا کہ ہم تم جیسے بشر ہیں یہ نہ فرمایا کہ کس وصف میں تم جیسے ہیں یعنی جس طرح تم محض بندے ہو خدا نہ خدا کے بیٹے نہ خدا کی صفات سے موصوف۔ اسی طرح میں عبداللہ ہوں نہ اللہ ہوں نہ ابن اللہ۔ عیسائیوں نے چند معجزات دیکھ کر عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہہ دیا۔ تم ہمارے صدہا معجزات دیکھ کر یہ نہ کہہ دینا بلکہ عبداللہ ورسولہٗ ؎

تفسیر کبیر شروع پارہ ۱۲ زیر آیت فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا قصہ نوح میں ہے کہ نبی بشر اس لئے ہوتے ہیں کہ اگر فرشتہ ہوتے تو لوگ اُن کے معجزات کو اُن کی ملکی طاقت پر محمول کر لیتے۔ آپ جب بشر ہو کر یہ معجزات دکھاتے ہیں تو اُن کا کمال معلوم ہوتا ہے۔ غرضکہ انبیاء کی بشریت اُن کا کمال ہے لہٰذا آیت کا مقصود یہ ہوا کہ ہم تم جیسے بشر ہو کر ایسے کمالات دکھاتے ہیں۔ تم تو دکھا دو ؎

دسویں اس طرح کہ بہت سے الفاظ وہ ہیں جو پیغمبر اپنے لئے استعمال فرما سکتے ہیں اور وہ ان کا کمال ہے۔ مگر دوسرا کوئی اُن کی شان میں یہ کہے تو گستاخی ہے۔ دیکھو آدم علیہ السلام نے عرض کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا یونس علیہ السلام نے رب سے عرض کیا اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا فَعَلْتُھَا اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ لیکن کوئی اور اگر ان حضرات کو ظالم یا ضال کہے۔ تو ایمان سے خارج ہوگا۔ اسی طرح بشر کا لفظ بھی ہے ؎

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق فرمایا وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ تم اپنے بھائی (ہمارا) احترام کرو جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے بھائی ہیں مگر بڑے بھائی ہیں نہ کہ چھوٹے ؎

(۳) قرآن فرماتا ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا۔ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ان آیات میں رب نے انبیائے کرام کو مدین، ثمود اور عاد کا بھائی فرمایا۔ معلوم ہوا کہ انبیائے اُمتیوں کے بھائی ہوتے ہیں ؎

نبی ﷺ ہمارے جیسے بشر ہیں، رضا خانی گھر سے ثبوت

Nabi hamari tarah bashar hain.Razakhani ghar se saboot

رضاخانیوں کا مناظر اشرف سیالوی کہتا ہے،اے کفار تمہارا یہ مطالبہ بے جا ہے کہ اللہ تعالی کو ہماری ہدایت مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا ضروری تھا کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لئے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں مناسبت ضروری ہوتی ہے،

Ashraf siyalwi razakhani kahta hai.Zaroori tha ki ek Hamare jaise bashar aur insan ko hamare liye nabi aur rasool banaya jata kiyunki nabi aur ummat me munasibat zaroori hai.

کیوجہ سے ان کی طرف کسی فرشتہ کو نبی اور رسول بنا کر نہیں بھیجا جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا یعنی اے کفار! تمہارا یہ مطالبہ بے جا ہے کہ اللہ تعالی کو ہماری ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری تھا کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لیے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں مناسبت ضروری ہوتی ہے لہذا زمین میں فرشتے موجود ہوتے اور ان کی ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو ہم ان کی طرف فرشتے رسول بنا کر بھیجتے قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا لیکن چونکہ تم اہل زمین انسان ہو جن کی رشد و ہدایت کا بندوبست مقصود ہے تو اس صورت میں اگر ہم کسی فرشتہ کو بھی نبی اور رسول بنائیں گے تو اسے بشر اور مرد بنا کر ہی بھیجیں گے۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ جب انبیاء علیہم السلام کی باطنی قوت اور روحانی استعداد و صلاحیت اپنے معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے اور ان کی طبیعت اور فطرت میں استعداد اور روشن اور مستنیر ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انکی فطری استعداد کا زیتون آگ لگائے بغیر جل اٹھے اور روشن ہو جائے تو اللہ تعالی ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث فرماتا ہے اور ان میں سے جو اعلیٰ درجہ کی استعداد باطنی اور روحانی صلاحیت کے مالک ہوں تو اللہ تعالی ان کے ساتھ براہ راست اور بلا واسطہ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میقات میں سر طور اور محمد کریم ﷺ کے ساتھ شب معراج کو لامکان میں کلام فرمایا"

بیضاوی علیہ الرحمہ نے یہاں پر وارد ہونے والے ایک سوال کا اجمالی طور پر جواب دیا تھا اور علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں اور فاضل سیالکوٹی مولانا عبدالحکیم صاحب نے بیضاوی شریف کے حاشیہ میں اس سوال و جواب کو مفصل طور پر بیان فرمایا ہے۔

سوال:

خلیفہ اور نائب کی ضرورت تین صورتوں میں ہوتی ہے یا اصل غائب ہو، یا وہ اکیلے

تحقیقات

العلماء الکرام والائمۃ الاعلام

فی نبوۃ سید الانام ﷺ

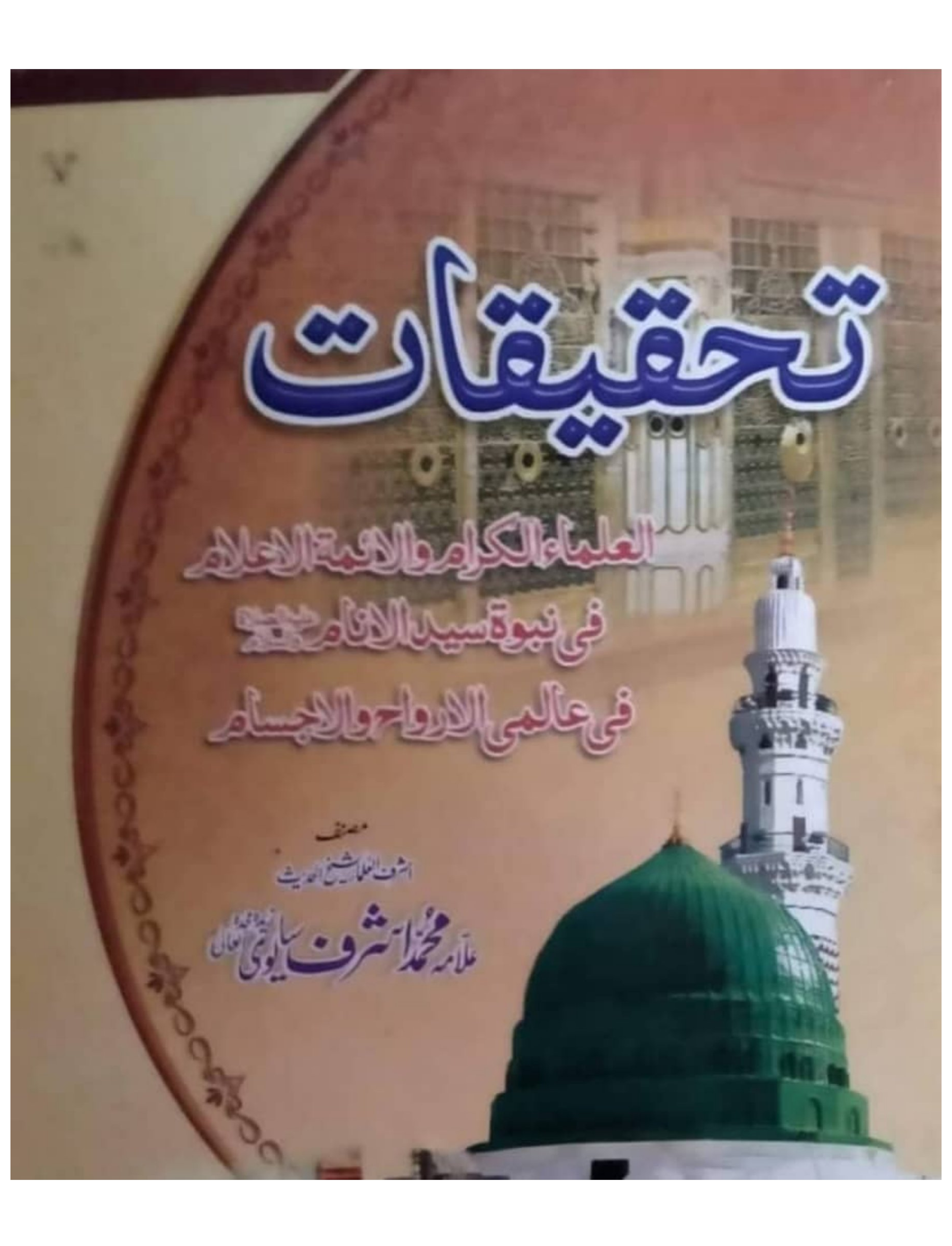
فی عالمی الارواح والاجسام


مصنف

علامہ محمد اشرف سیالوی

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام یونیورسٹی روڈ سرگودھا

کہاں وہ جائیگا بچ کر میری نگاہوں سے۔۔۔۔ میں آئینہ ہوں اسے بے نقاب کرنا ہے


تحقیقات
العلماء الکرام والائمۃ الاعلام
فی نبوۃ سید الانام
فی عالمی الارواح والاجسام
مصنف
اشرف العلماء شیخ الحدیث
علامہ محمد اشرف سیالوی


https://ataunnabi.blogspot.com/
فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ○
(اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں) نحل : ۴۳
فتاویٰ مظہریہ
جلد اوّل و دوم و سوم
شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ
مرتبہ
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی
ادارہ مسعودیہ
۲/۶ ، ۵۔ای ، ناظم آباد ، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

بشر کا انکار قطعیات کا انکار

عبارات مسئولہ

(۱) "ہاں یہاں لباس ضرور بشریت ہے لیکن خوب یاد رہے اور ہر عاقل منصف جانتا ہے کہ لباس لابس کی حقیقت نہیں - لباس اور ہے اور لابس اور ہے - لباس کو ہی لابس کی حقیقت بتانے والا اخبیث اور شریر النفس دین سے جاہل ہے"۔

(۲) "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بشری لباس میں ضرور تشریف لائے لیکن آپ کی حقیقت ہرگز ہرگز بشریت نہیں، آپ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر اکمل اور اس کے محبوب اجمل ہیں"۔

(۳) "ہاں اس موقعہ پر یہ مسئلہ خوب یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا جائز نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ ہیں اور قرآن عظیم اور کسی متواتر حدیث کریم میں حاضر وناظر اللہ تعالیٰ کے لئے وارد بھی (نہیں ہوا) نیز یہ دونوں لفظ حاضر وناظر اپنے ظاہری معنی کے لحاظ سے اللہ عزوجل کے لئے معاذ اللہ نقصان وعیب پر مشتمل ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا بولنا الحاد فی اسماء اللہ تعالیٰ ہے جو بحکم قرآن مجید ناجائز ہے - اللہ تعالیٰ تو شہید وبصیر ہے اور اس کا پیارا حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) حاضر وناظر ہے - یہی عقیدہ رکھنا چاہیئے"۔

الجواب

سرکار اقدس کی حقیقت تو نور ہے لیکن حضور انور چونکہ بشری جنس میں مبعوث ہوئے ہیں اس لئے حضور پر بشر کا اطلاق تو ضرور آتا ہے - قل انما انا بشر مثلکم جس پر دلیل قطعی ہے، پس اس کو لباس سے تعبیر کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا - ورنہ پھر کسی بشر کو بشر نہ کہیں گے - ہاں اسے بے ادب لوگوں کی زبان بند کرنے کے لئے جو حضور کو کہتے ہیں کہ ہم ہی جیسے بشر ہیں اور اس کے ساتھ اور کچھ خرافات بکتے ہیں ——— لعل بدخشاں کی ناقص مثال دی جاسکتی ہے کہ باوجودیکہ وہ پتھر کی جنس سے ہے لیکن اسے پتھر نہیں کہتے اور اس میں اس کی اہانت سمجھی جاتی ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی شان اقدس میں کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ بشر ہیں -

اللہ جل مجدہ کی شان میں حاضر وناظر کہنا جائز ہے کہ حضور بمعنی علم ہے اور ناظر بمعنی رویت چنانچہ شامی میں ہے :-

فان الحضور بمعنی العلم مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم و الناظر بمعنی الرویۃ - الم یعلم بان اللہ یری -

اور حضور اقدس کو بھی بایں معنی حاضر وناظر کہا جاسکتا ہے کہ باذن اللہ احوال امت کا علم رکھتے ہیں، اور اعمال امت پر حاضر وناظر ہیں - چنانچہ مجمع البرکات میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

صفحہ	سورۃ	پارہ	مضمون
۵۴۶	النمل	۱۹	عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ
۶۳۴	فاطر	۲۲	اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا الخ
۵۴۳	الشعرآء	۱۹	اَنۡ يَّعۡلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ
۴۶۷	الانبیاء	۱۷	فَاسۡئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ
۶۷	البقرۃ	۳	مَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِىَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا

انبیاء کرام کو بشر کہنا طریقۂ کفار ہے

صفحہ	سورۃ	پارہ	مضمون
۳۸۱	الحجر	[illegible]	قَالَ لَمۡ اَكُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ
۴۹۸	المؤمنون	۱۸	مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ
۴۹۸	〃	۱۸	وَلَئِنۡ اَطَعۡتُمۡ بَشَرًا مِّثۡلَكُمۡ
۶۳۹	یٰس	۲۲	قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا
۸۰۷	التغابن	۲۸	اَبَشَرٌ يَّهۡدُوۡنَنَا فَكَفَرُوۡا

رب تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے



Scanned with CamScanner

روح البیان میں فرمایا کہ غیب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو تجھ سے غائب جیسے کہ عالم ارواح کہ پہلے تو وہاں موجود تھا اور جب تو یہاں آگیا تو وہ تجھ سے غائب ہو گیا دوسرا وہ جس سے تو غائب یعنی وہ تیرے پاس اور تو اس سے دور جیسے حق تعالیٰ کہ وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ لیکن ہم اس سے دور ہیں۔

یار نزدیک تر از من بمن است   ویں عجب تر کہ من از وے دورم

اس آیت کے تین معنی ہیں ایک یہ کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کو اور جنت دوزخ وغیرہ کو بغیر دیکھے مانتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ غیب یعنی دل سے ایمان لاتے ہیں زبان ظاہر ہے اور دل چھپا ہوا زبان سے تو منافقین بھی ایمان لے آئے تھے۔ مگر وہ قبول نہیں۔ لیکن وہ غیب یعنی دل سے ایمان نہ تھا۔ تیسرے یہ کہ غیب میں یعنی مسلمانوں کے پیچھے بھی ایمان لاتے ہیں منافقین مسلمانوں کے سامنے تو کہہ دیتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے مگر آپس میں کافروں سے ملتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تو اس میں یہ فرمایا گیا کہ مومن وہ ہے جو کہ ہر حال میں یعنی مسلمانوں کے سامنے بھی اور مسلمانوں کے پیچھے بھی ایماندار ہے۔

فائدہ : اس سے معلوم ہوا کہ غائب چیز پر ایمان لانا معتبر ہے نہ کہ ظاہر پر قرآن پاک کے ظاہری حروف کو مان لینا کہ یہ ایک کتاب ہے عربی زبان کی ہے لاہور میں چھپی ہے فلاں کاغذ پر لکھی گئی ہے یہ ایمان نہیں کیونکہ یہ باتیں بالکل ظاہر ہیں بلکہ قرآن پاک کے چھپے ہوئے وصف پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ کہ یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام لائے ہیں حضور علیہ السلام پر آیا ہے کیونکہ اوصاف ظاہراً محسوس نہیں ہوتے اسی طرح حضور علیہ السلام کے ظاہری صفات کو مان لینا ایمان نہیں کہ وہ بشر تھے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا کھاتے پیتے تھے۔ سیدنا عبداللہ کے فرزند تھے۔ آمنہ خاتون کے لخت جگر نور نظر تھے۔ کیونکہ یہ تو ان کے ظاہری اوصاف ہیں اس کے کفار بھی قائل تھے بلکہ حضور پاک علیہ السلام کے چھپے ہوئے اوصاف کو ماننے کا نام ایمان ہے یعنی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اس کے پیارے ہیں تخت و تاج والے ہیں۔ شفیع المذنبین رحمتہ للعلمین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یہ اوصاف ظاہر میں محسوس نہیں اس لئے ان کو ماننا ہی ایمان بالغیب ہو گا وہابیہ اور دیوبندیہ کا حضور علیہ السلام کی بشریت کے پیچھے پڑ جانا محض بے دینی ہے ان کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ بلکہ ان کو مصطفیٰ ماننا رحمتہ للعالمین ماننا ایمان ہے اسی لئے کلمہ میں پڑھا جاتا ہے۔ **محمد رسول اللہ** نہ کہ **محمد بشر** بلکہ حق تو یہ ہے کہ اللہ کو صرف خالق عالم ماننے کا نام بھی ایمان نہیں کیونکہ اس کا خالق و رزاق وغیرہ ہونا مثل ظاہر کے ہے بلکہ اس کو رب **محمد رسول اللہ** ماننا ایمان ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا **قل هو الله احد** جس سے معلوم ہوا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لائی ہوئی توحید ایمان ہے اور فرمایا **و اذ اخذ ربک من بنی ادم من ظهورهم** جس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے میثاق کے دن ساری اولاد آدم کو اپنی پہچان اس طرح کرائی کہ ہم رب محمد ہیں یہ سب باتیں ایمان بالغیب میں داخل ہیں رب نے اپنی مخلوقات میں غیب و شہادت رکھے ہیں۔ ہمارا بدن شہادت ہے۔ قلب و روح غیب درخت اور اس کی سبزی شہادت ہے جڑ اور درخت کا وہ رس جس کے سوکھ جانے سے درخت خشک ہو جاتا ہے یہ غیب ہے ایسے ہی ایمانیات کے لئے غیب و شہادت ہے۔ ابلیس نے آدم علیہ السلام کا ظاہر شہادت کی چیز دیکھی یعنی ان کا جسم اور جسم کی ساخت مگر ان کا اندرونی وصف خلافت


عکسی
کنزالایمان
القرآن الحکیم
ترجمہ
از اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علامہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ
تفسیر
از حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب صدر الافاضل مراد آبادی
رحمۃ اللہ علیہ
تاج کمپنی لمیٹڈ
ناشرانِ قرآن مجید
لاہور — کراچی

ف۲ احکام و امثال و مواعظ و وعد و وعید وغیرہ کے بیان میں ف۳ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ثواب کی ف۴ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو عذاب کا ف۵ تو جسے قبول کا سنا نہیں ف۶ مشرکین حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ف۷ ہم اسکو کچھ بھی نہیں سکتے یعنی توحید و ایمان کو ف۸ ہم بہرے ہیں آپ کی بات ہمارے سننے میں نہیں آتی اس سے انکی مراد یہ تھی کہ آپ ہم سے ایمان و توحید کا قبول کرنے کی توقع نہ رکھیے ہم کسی طرح ماننے والے نہیں اور نہ ماننے میں ہم ایسے ہیں جیسے کوئی نہ سمجھتا ہو نہ سنتا ہو ف۹ یعنی دینی مخالفت تو ہم آپ کی بات ماننے والے نہیں ف۱۰ یعنی تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر قائم ہیں یا یہ معنی ہیں کہ تم سے ہمارا کام بگاڑنے کی جو کوشش ہو سکے وہ کرو ہم بھی تمہارے خلاف جو ہو سکے گا کریں گے ف۱۱ اے اکرم الخلق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم براہ تواضع ان لوگوں کے ارشادات و ہدایات کے لئے کہ

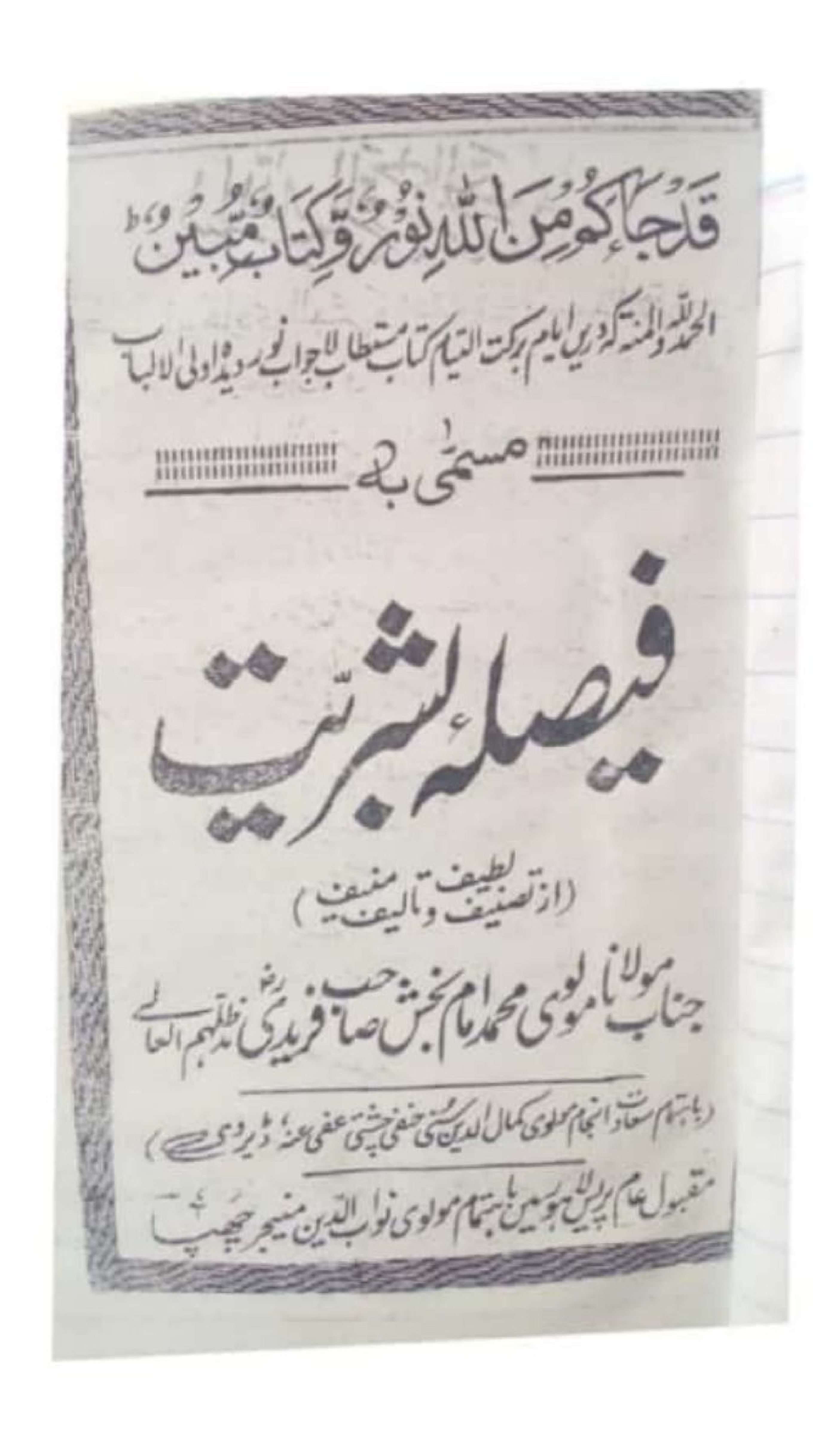
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ
عربی قرآن عقل والوں کے لئے ف۲ خوشخبری دیتا ف۳ اور ڈر سناتا ف۴ تو اُن میں اکثر نے منہ پھیرا
فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ
تو وہ سنتے ہی نہیں ف۵ اور بولے ف۶ ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو
وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا
ف۷ اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ ہے ف۸ اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے ف۹ تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا
عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
کام کرتے ہیں ف۱۰ تم فرماؤ ف۱۱ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں ف۱۲ مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک
وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝
ہی معبود ہے تو اسکے حضور سیدھے رہو ف۱۳ اور اس سے معافی مانگو ف۱۴ اور خرابی ہے شرک والوں کو
الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ
وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے ف۱۵ اور وہ آخرت کے منکر ہیں ف۱۶ بیشک
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ قُلْ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے ف۱۷ تم فرماؤ
اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ
کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی ف۱۸ اور اس کے
لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ
ہمسر ٹھہراتے ہو ف۱۹ وہ ہے سارے جہان کا رب ف۲۰ اور اس میں ف۲۱ اسکے اوپر سے لنگر ڈالے ف۲۲
فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً
اور اسمیں برکت رکھی ف۲۳ اور اس میں اسکے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں ف۲۴

ف۱۲ ظاہر میں کہ میں دیکھا بھی جاتا ہوں میری بات بھی سنی جاتی ہے اور میرے تمہارے درمیان بظاہر کوئی جنسی مغایرت بھی نہیں ہے تو تمہارا یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ میری بات نہ تمہارے دل تک پہونچے نہ تمہارے سننے میں آئے اور میرے تمہارے درمیان کوئی روک ہو جائے بجائے میرے کوئی غیر جنس جن یا فرشتہ آتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ نہ وہ ہمارے دیکھنے میں آئیں نہ انکی بات سننے میں آئے نہ ہم انکے کلام کو سمجھ سکیں ہمارے انکے درمیان تو جنسی مخالفت ہی بڑی روک ہے لیکن یہاں تو ایسا نہیں کیونکہ میں بشری صورت میں جلوہ نما ہوا تو تمہیں مجھ سے مانوس ہونا چاہئے اور میرے کلام کے سمجھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی بہت کوشش کرنا چاہئے کیونکہ میرا مرتبہ بہت بلند ہے اور میرا کلام بہت عالی ہے اسلئے کہ میں وہی کہتا ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے
ع ۸ ۱۵
فائدہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بلحاظ ظاہر اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرمانا حکمت ہدایت و ارشاد کے لئے بطریق تواضع ہے اور جو کلمات تواضع کے لئے کہے جائیں وہ تواضع کرنے والے کے علو منصب کی دلیل ہوتے ہیں چھوٹوں کا ان کلمات کو اسکی شان میں کہنا یا اس سے برابری ڈھونڈھنا ترک ادب اور گستاخی ہوتا ہے تو کسی امتی کو روا نہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے مماثل ہونے کا دعویٰ کرے یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ آپ کی بشریت بھی سب سے اعلیٰ ہے ہماری بشریت کو اس سے کچھ بھی نسبت نہیں ف۱۳ اس پر ایمان لاؤ اسکی طاعت اختیار کرو اس کی راہ سے نہ پھرو ف۱۴ اپنے فساد عقیدہ و عمل کی ف۱۵ یہ منع زکوٰۃ سے خوف دلانے کے لئے فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو زکوٰۃ کو منع کرنا ایسا برا ہے کہ قرآن کریم میں مشرکین کے اوصاف میں ذکر کیا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو مال بہت پیارا ہوتا ہے تو مال کا راہ خدا میں خرچ کر ڈالنا اسکے ثبات و استقلال اور صدق و اخلاص نیت کی قوی دلیل ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے مراد ہے توحید کا معتقد ہونا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا اس تقدیر پر معنی یہ ہونگے کہ جو توحید کا اقرار کرکے اپنے نفسوں کو شرک سے باز نہیں رکھتے اور قتادہ نے اسکے معنی یہ لئے ہیں کہ جو لوگ زکوٰۃ کو واجب نہیں جانتے اسکے علاوہ اور بھی اقوال ہیں ف۱۶ کہ مرنے کے بعد اٹھنے اور جزا کے ملنے کے قائل نہیں ف۱۷ جو منقطع نہ ہوگا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت بیماروں اپاہجوں اور بوڑھوں کے حق میں نازل ہوئی جو عمل و طاعت کے قابل نہ رہیں انھیں وہی اجر ملے گا جو

وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ہم تو فرمائیں گے یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ہم تو آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکسار آپ فرما سکتے ہیں نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں ؛

شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے۔ انبیائے کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ گفت من آئینہ مصقول دوست۔ یہ عکس کا لحاظ ہے ؛

دوسرے اس طرح کہ مِثْلُکُمْ پر آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے آ رہا ہے یُوْحٰۤی اِلَیَّ یُوْحٰۤی اِلَیَّ کی قید ایسی ہے جیسے ہم کہیں زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے مگر ناطق ہے۔ تو ناطق کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا۔ اس قید سے زید تو اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ اور دوسرے حیوانات اور رہے۔ اسی طرح وحی کی صفت نے نبی اور امتی میں بہت بڑا فرق بتا دیا۔ حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے۔ مگر بشریت اور شانِ مصطفوی میں ۲۷ درجہ فرق ہے اولاً بشر پھر مومن پھر شہید پھر متقی پھر ولی پھر ابدال پھر اوتاد پھر قطب پھر غوث پھر غوث الاعظم پھر تابعی پھر صحابی پھر مہاجر پھر صدیق پھر نبی پھر رحمۃ للعالمین وغیرہ یہ ۲۷ مراتب کا اجمالی ذکر ہے۔ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں ملاحظہ کرو۔ تو عام بشر اور مصطفٰے علیہ السلام میں شرکت کیسی؟ یہ شرکت تو ایسی بھی نہیں جیسی کہ جنس عالی یا کسی عرض عام کے افراد کو انسان سے ہے۔ یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے اللہ ہماری طرح موجود ہے اللہ ہماری طرح سمیع و بصیر ہے۔ کیونکہ کلمہ موجود و علیم ہر جگہ بولا جاتا ہے جس طرح ہماری موجودیت اور ...



قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ والمنہ کہ دریں ایام برکت التیام کتاب مستطاب لاجواب نور دیدہ اولی الالباب

مسمیٰ بہ

فیصلہ البشریت

(از تصنیف لطیف و تالیف منیف)

جناب مولانا مولوی محمد امام بخش صاحب فریدی رضہ مدظلہم العالی

(باہتمام سعادت انجام مولوی کمال الدین مستی حنفی چشتی عفی عنہ ڈیروی)

مقبول عام پریس اللہ یو میں باہتمام مولوی نواب الدین منیجر چھپ

نبوت کی دو منافی صفتوں میں سے صفت البشریت پر مقصود ہے یعنی بندہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دعووں کی اس پاک کلام قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ میں تردید مدعا کی قلب کے ساتھ کی ہے کیونکہ فرمایا ہے۔ کیوں کر فرمایا ہے کہ دو یا رسول اللہ بجز اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں مثل تمہارے وحی کی جاتی ہے طرف میرے پہلے دعوے کی تردید یوں ہوئی کہ بشریت اور رسالت یہ دو صفتیں آپس میں منافی نہیں ایک موصوف میں جمع ہو سکتی ہیں ان کے پہلے دعویٰ کی تردید بطریق قلب مدعا ثابت ہوئی یوں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم صورت بشری میں ظاہرا کافروں کے ہمشکل تھے۔ اس واسطے بشر ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اور دوسرے دعوے کی تردید یوں بیان فرمائی کہ بجائے کلمہ ما الا کے کلمہ انما کا جو ما الا کے معنے کو ادا کرتا ہے لایا جس کا قانون یہ ہے کہ قصر کلمہ انما کے بعد کے کلام کی جزو اخیر پر ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں درحقیقت رسالت پر مقصور ہوں۔ یعنی بند ہوں بشریت حقیقی مجھ میں نہیں اب دوسرے دعوے کی بھی تردید بطریق قلب مدعا کے ہو گئی یعنی کافر کہتے تھے کہ تم بشریت پر مقصور ہو رسالت تم میں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ میں رسالت پر مقصور ہوں حقیقی بشریت مجھ میں نہیں تمام جواب کا حاصل یہ ہے کہ میں شکل بشری میں تمہارے برابر ہوں لیکن فقط رسول ہوں یہ تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول وما محمد الا رسول کے موافق ہے گویا وما محمد الا رسول۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ کی تفسیر کر رہا ہے کیونکہ قرآن شریف کی تفسیر یا خود قرآن شریف کرتا ہے یا حدیث شریف اور یہ تفسیر اس کے بھی موافق ہے جو تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اسی آیۃ کی تفسیر بیان کی ہے وہ یہ ہے۔ قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما علم اللہ تعالیٰ رسولہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم التواضع لئلا یزھی علی خلقہ فامرہ ان یقر فیقول انا آدمی مثلکم الا انی خصصت بالوحی واکرمنی اللہ بہ وھو قولہ تعالیٰ یوحیٰ الیّ۔ یعنی کہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم دی ہے تاکہ بسبب نور ہونے کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق


اسم تاریخی
7
۱۳۶۳ھ
تفسیر نعیمی
مصنف
حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی
ناشر
یوسف میاں مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ
38- اردو بازار لاہور فون 7354851

ہم بارہا بیان کر چکے ہیں اگرچہ زمین و آسمان دونوں ہی سات سات ہیں مگر اکثر قرآن مجید میں سموت جمع اور ارض واحد لایا جاتا ہے اس کی وجہ بارہا عرض کی جاچکی ہے یہاں سموت سے مراد سارے آسمان ان کی تمام چیزیں ہیں۔ جیسے چاند' سورج' تارے وغیرہ اور زمین سے مراد زمین اور اس کی تمام مخلوق حیوانات' خشکی' پہاڑ' درخت وغیرہ چونکہ آسمان میں قوت فاعلیت ہے زمین میں قوت مفعولیت یعنی آسمان موثر ہے زمین اثر قبول کرنے والی نیز آسمان اور آسمانی چیزیں غیب ہیں کہ ان آنکھوں سے نہ آسمان نظر آتا ہے نہ آسمانی مخلوق فرشتے وغیرہ صرف نبی کے فرمان سے ان کا ثبوت ہے آج سائنس والے آسمان کے وجود ہی کے منکر ہیں۔ زمین اور زمینی چیزیں شہادت ہیں اس لئے آسمان اور وہاں کی مخلوق کو ماننا ایمان کا رکن ہے کہ ان کا انکار کفر ہے نیز زمین والوں کی روزی آسمانوں میں ہے **وفی السماء رزقکم وما توعدون** ان وجوہ سے آسمان کا ذکر پہلے ہوا زمین کا بعد میں ورنہ زمین آسمان سے پہلے پیدا ہوئی ہے اور زمین آسمانوں سے افضل بھی ہے کہ زمین ہی سے حضرات انبیاء و اولیاء پیدا ہوئے اور زمین ہی میں ان کا مدفن ہے خیال رہے کہ زمین کا بہترین طبقہ جو عرش و کرسی کعبہ معظمہ سے بھی افضل ہے وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کا وہ حصہ ہے جو جسم اطہر سے ملا ہوا ہے کہ اسی جگہ سے جسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا ہے پھر زمین حرم مکہ معظمہ پھر زمین بیت المقدس فلسطین پھر زمین شام پھر زمین کوفہ و بغداد و مقدس (روح البیان) اس فرمان عالی میں رب تعالیٰ نے اپنے کمال کا ذکر بھی فرمایا ہے اور اپنی رحمت کا بھی آسمانوں زمین کی پیدائش رب تعالیٰ کی بڑی قدرت کا ظہور ہے کہ بغیر میٹریل بغیر اوزار صرف کن سے ایسی بڑی مخلوق پیدا فرمادی پھر ایسی مضبوط کہ نہ کبھی گھسے نہ خراب ہو اور اس میں رب کی رحمت بھی ہے کہ ہماری زندگی زمین و آسمان سے وابستہ ہے رب تعالیٰ نے پہلے یہ سامان بنائے پھر ہم کو پیدا فرمایا۔ **وجعل الظلمت والنور** یہ عبارت خلق الخ پر معطوف ہے **جعل** بمعنی خلق بھی ہوتا ہے تب ایک مفعول چاہتا ہے اور بمعنی صیر بھی تب دو مفعول چاہتا ہے ظاہر یہ ہے کہ یہاں بمعنی خلق اس لئے ایک مفعول آیا اگر بمعنی خلق ہو تب خلق اور جعل میں فرق یہ ہوتا ہے کہ خلق تکوین کو کہا جاتا ہے اور جعل تکوین کو بھی کہتے ہیں اور تخریج کو بھی رب فرماتا ہے **ما جعل اللہ من بحیرۃ** یہاں بمعنی شرع ہے نیز لفظ خلق اندازہ لگانے کے معنی میں بھی آتا ہے اور جواہر کی پیدائش پر بولا جاتا ہے اور جعل عام ہے چونکہ آسمان و زمین بذات خود موجود ہیں کسی سے قائم نہیں اس لئے وہاں خلق فرمایا اور اندھیرا اجالا دوسرے سے قائم ہے اس لئے یہاں جعل ارشاد ہوا ظاہر یہ ہے کہ یہاں اندھیرے اجیالے ہیں اندھیریاں بہت قسم کی ہیں رات کی اندھیری' تہ خانہ کی اندھیری' قبر کی اندھیری' دریا کے تہ کی اندھیری' ماں کے پیٹ کی اندھیری' نور ایک ہے اس لئے ظلمات جمع اور نور واحد ارشاد ہوا سیدنا عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ظلمت سے مراد کفر و نفاق ہے۔ نور سے مراد ایمان و اخلاص' ظلمات سے مراد جہالت ہے نور سے مراد علم ظلمت سے مراد دوزخ ہے نور سے مراد جنت ظلمت سے مراد گمراہی ہے نور سے مراد ہدایت۔ خیال رہے کہ نور' ضوء' شعاع' بریق سب میں روشنی کے معنی ہیں مگر ان میں قدرے تفاوت ہے جو ہم پہلے پارہ کی تفسیر میں عرض کر چکے ہیں حق یہ ہے کہ ظلمت بھی نور کی طرح ایک وجودی چیز ہے لہٰذا یہ بھی مخلوق ہے۔ نور کی نفی کا نام ظلمت نہیں۔ **ثم الذین کفروا بربہم یعدلون۔** یہ عبارت **الحمد للہ** الخ پر معطوف ہے ثم فرمانا کفر کی بعد اور تعجب ناک ہونے کی بنا پر ہے یعنی ان دلائل کے باوجود کفار شرک کرتے ہیں یہاں کفروا بمعنی اشرکوا ہے۔ **یعدلون** یا تو بنا ہے عدول سے بمعنی علیحدگی و دوری تب بربہم کی ب بمعنی عن ہے یا بنا ہے عدل سے بمعنی برابری ہے اگر

گفته‌اند آن یقینے که آن انجلا و روشنی ندارد گویا بعضے غیر متجلی الیقین را یقین نمی‌دانستند حال آنکه
متجلی را یقین می‌دانستند ناقص گفته‌اند و جمعے دیگر که حدّت نظر داشته‌اند دیده‌اند که این زیادتی و نقصان راجع
بصفات یقین است نه بنفس یقین لاجرم یقین را غیر زائد و ناقص گفته‌اند مثل آنکه دو آئینه برابر
انجلاء و نورانیت تفاوت دارند شخصے بعید آئینه را که انجلاء زیاده دارد و نمایندگی در وی بیشتر است
گوید که این آئینه زیاده است از آئینه دیگر که آن انجلاء و نمایندگی ندارد و شخصے دیگر گوید که هر دو
برابرند زیادت و نقصان ندارند تفاوت در انجلاء و نمایندگی است که از صفات آن دو آئینه است
پس نظر شخص ثانی صائب است و بحقیقت شے نافذ و نظر شخص اول مقصور بر ظاهر است و از صفات
نبات نرفته و بیش یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ از این تحقیق کما ینبغی
بانجلای آن موفق شده است اعتراضات مخالفان که بر عدم زیادتی و نقصان ایمان نموده اند
گشته و ایمان عامهٔ مومنان در جمیع وجوه مثل ایمان انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات نشد
ایمان انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات که تمام متجلی و نورانی است ثمرات و نتائج باضعاف
بعد از ایمان عامهٔ مومنان که ظلمات و کدورات دارد و علی تفاوت درجاتهم و همچنین ایمان
ابی بکر رضی الله تعالی عنه که صدیق است زیاده از ایمان این امت است باعتبار انجلاء و نورانیت
باید دانست و زیادتی را راجع بصفات کامله باید ساخت نمی‌بینی که انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات
با عامه در نفس انسانیت برابرند و در حقیقت و ذات همه متحد تفاضل باعتبار صفات کامله آمده است
صفات کامله بمراتب که انبیا از افراد نوع خارج شده‌اند از خواص و فضائل آن نوع گشته‌اند با وجود این تفاوت
در نفس انسانیت زیادتی و نقصان راه نیافته بلکه نمی‌توان گفت که انسانیت قابل زیادتی و نقصان
است والله سبحانه الملهم للصواب و ایضا گویند که مراد از تصدیق ایمانی نزد بعضے تصدیق
منطقی است که شامل ظن و یقین است بر این تقدیر زیادتی و نقصان را در نفس ایمان گنجایش گشت
لیکن صحیح آن است که مراد از تصدیق اینجا یقین و اذعان قلبی است نه معنی عام که شامل ظن

وَكُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ۔

اور ہر بچہ پیدا ہوتا ہے فطرت پر پھر ماں باپ اس کے یہودی بناتے ہیں اسے اور نصرانی بناتے ہیں اسے اور مجوسی کر دیتے ہیں اس کو۔

اور سب میں یہ لیاقت موجود ہونے کی خبر خدا نے بھی دی ہے۔

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ۔

کیا نہیں ہوں میں تمہارا رب کہا انہوں نے البتہ ہے۔

جیسا کہ کوئی کہے کہ جس کسی عقلمند سے پوچھیں کہ کیا دو ایک سے زیادہ نہیں ہیں۔ جواب دے گا ہاں ضرور زیادہ ہیں۔ اگرچہ تمام عقلمندوں نے کان سے نہ سُنا ہو نہ زبان سے کہا ہو لیکن اس جواب کا صحیح ہونا سب کے دل میں ہے۔ جیسا سب آدمیوں کی یہ خلقت ہے خدا کی معرفت بھی سب کی فطرت میں ہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے؛

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ۔

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے انہیں پیدا کیا تو بے شک کہیں گے کہ اللہ نے۔

اور فرمایا ہے؛

فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا

اللہ کی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا

اور عقلی دلیل اور تجربہ سے بھی معلوم ہے کہ یہ امور پیغمبروں کے ساتھ خاص نہیں۔ اس لیے کہ پیغمبر بھی آدمی ہیں؛

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔

کہہ دے اے محمدؐ سوائے اس کے نہیں ہے کہ میں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں۔

یہ راہ جس شخص پر کھلی ہے اور اسے لوگوں کی صلاحیت کی ساری باتیں بتائی ہیں۔ اور وہ ان باتوں کی ہدایت کرتا ہے تو اس بتائے ہوئے طریقہ کا نام شریعت ہے۔ اور خود اس شخص کو پیغمبر اور اس کے خرق عادت حالات کو معجزات کہتے ہیں۔ اور اگر وہ شخص مخلوق کو ہدایت دینے میں مصروف نہ ہو تو اسے ولی کہتے ہیں۔ اور اس کے حالات کو کرامات اور یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کا یہ حال لازماً خلق کو دعوت بھی دے اور ہدایت دینے میں بھی مشغول ہو۔ بلکہ خدا کی قدرت میں ہے کہ اس کے ذریعہ ہدایت دینے میں اس وجہ سے مشغول نہ کرے کہ اس وقت شریعت ہو۔ اور لوگوں کو تبلیغ کی ضرورت نہ ہو یا لوگوں کو ہدایت دینے کی شرائط میں نہ ہوں۔ اے عزیز تجھے چاہیئے کہ اولیا کی ولایت و کرامت پہ اعتقاد رکھے۔ یہ جان لینے پر کفایت نہ کر کہ پہلے تو یہ کام محنت سے تعلق

اُعطینا لک الکوثر۔ بے شک اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔ مدارج النبوۃ میں فرمایا۔ مراد بداں خیر کثیر است در دنیا و آخرت الخ۔ مراد اس سے دنیا و آخرت کی کثیر نعمتیں ہیں

رہی یہ بات کہ امام احمد رضا اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ لکھ چکے ہیں تو یہ بے شک صحیح ہے۔ یقیناً ہر اہل ایمان کے لئے بندۂ سرکار مدینہ ہونا فخر ہے مگر اس سے یہ تعبیر نکالنا کہ خود کو ان کا بندہ کہنا معاذ اللہ انہیں خدا کہنا ہے یہ معترض اور اس کی جماعت کی عقل کے شایان ہے قرآن میں ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا گیا۔ وانکحو الأیامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم یعنی تم میں جو عورتیں بے شوہر ہیں ان کو بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور باندیوں میں جو لائق ہیں ان کا نکاح کر دو۔ معترض بہادر اب یہی الزام خدا کو دو ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی فرسہ صدقۃ مسلمان پر اس کے بندے اور اس کے گھوڑے (میں زکوٰۃ نہیں)۔ یہ حدیث صحیح بخاری صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علانیہ برسر منبر فرمایا کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنت خادمہ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضور کا بندہ خدمت گار تھا۔ یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے دادا پیر دادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء ... اور کتاب الریاض النضرۃ لکھی اور اس سے سند لی اور مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے ... نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کی شعر گفت ما دو بندگان کوئے تو۔ کردمش آزاد ہم بر روئے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ قل یعبادی الذین أسرفوا علی أنفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ إنہ ھو الغفور الرحیم اے محبوب تم اپنی تمام امت سے فرما دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

بندۂ خود خواند احمد در رشاد۔ جملہ عالم را بخواں قل یٰعبادی

طرفہ یہ کہ وہابیہ کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی حاشیۂ شمائم امدادیہ ... کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام جہان رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بندے ہیں۔ معترض بہادر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق اعظم اور مولانا روم کو بھی کیا شرک کا الزام دیں گے۔ نیز شاہ ولی اللہ صاحب کو کیا کہیں گے۔ اور تھانوی صاحب کیلئے کیا کہیں گے۔ اور سنیں محمود حسن دیوبندی رشید احمد

کھڑے ہیں رشید سودا کا انکے لقب تھا یوسف ثانی) مرثیہ گنگوہی یعنی رشید احمد گنگوہی کے کالے غلام بھی یوسف ثانی ہیں۔ ان کیلئے بھی جواب سوچ رکھیں۔ آگے معترض صاحب بہادر منہ کھولتے ہیں۔ اور بعض معتقد تو کھلے طور پر بشریت سے انکار کر چکے ہیں۔ اسی گروہ کے جمیعا زادہ آبادی کہتے ہیں " شعر

تجھے کہ سکوں بشر میں یہ کہاں مری حقیقت ۔ میں زمیں پہ مر رہا ہوں تری عرش تک رسائی

بہت برے ہیں وہ لوگ جو حضور کی بشریت سے منکر ہیں۔ خارج از اسلام ہیں۔ وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں۔ ہم اہلسنت نہ بشریت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر اور تمہاری طرح نہ انہیں ایسا بشر کہنے کے قائل جو عجز و نادانی میں دوسروں کے برابر ہو۔



کتابی سلسلہ

عقائد اہلسنت کا پاسبان

شمارہ نمبر 12

مارچ، اپریل 2012ء

دو ماہی مجلّہ

کلمہ حق

بوجہ تاخیر اشاعت بتاریخ

جنوری 2014ء

بفیضان نظر

فرید الدہر، وحید العصر، حجۃ الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین، شیخ الاسلام والمسلمین، خاتمۃ الفقہاء والمحدثین، سلطان العلماء المتبحرین، برہان الفضلاء المصدرین، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب والعجم، مفیض الکمالات الربانیہ علی العالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین وملت مفتی امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

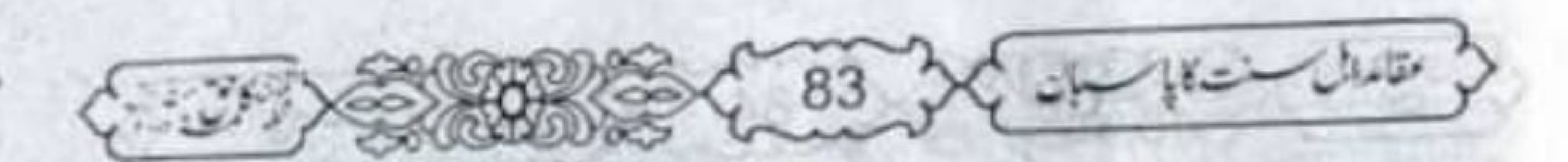
ایڈیٹر عبدالمصطفیٰ رضوی — نائب ایڈیٹر غلام صدیق نقشبندی مجددی

منی آرڈر بھیجنے کا پتہ: یوسف مرشد ایکوریم دکان نمبر 2 گراؤنڈ فلور بالچند روچیرم بالڈنگ نزد فریسکو سویٹس اینڈ بیکرز شارع لیاقت، برنس روڈ کراچی

کلمہ حق حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر 0324-2311741

قیمت فی شمارہ 30 روپے — سالانہ فیس 240 روپے

پاسبان اہل سنت وجماعت (پاکستان)



عقیدہ علم غیب اور علمائے دیوبند کی قلابازیاں

شان رضا قادری (www.deobandimazhab.com)

قسط اول

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ محترم قارئین آپ کی خدمت میں اپنا ایک اور مضمون پیش کر رہا ہوں جو کہ علم غیب جیسے اہم مسئلہ سے متعلق ہے۔ الحمدللہ ہمارا عقیدہ اس مسئلہ پر بالکل واضح وصاف وشفاف ہے، جو کہ کتب علماءِ اہل سنت میں مذکور ہے۔ جیسے خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ، جاء الحق، توضیح البیان، مقام ولایت ونبوت وغیرھم ۔ کیونکہ آج میرے مضمون کا موضوع عقیدہ علم غیب اور علمائے دیوبند کی قلابازیوں سے متعلق ہے اس لئے راقم صرف علم غیب اور علماء دیوبند ہی کا تذکرہ کرے گا۔ لہٰذا جن صاحب کو ہمارے عقیدہ سے متعلق تفصیل دیکھنی ہو وہ درج بالا کتب کی طرف رجوع کرے۔

قارئین کرام! اس مضمون کے پڑھنے کے بعد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ”خدا ساختہ عقیدہ“ میں اور ”خود ساختہ عقیدہ“ میں کتنا فرق ہوتا ہے (یعنی کہ خدا کے بیان کئے ہوئے عقیدے میں تضاد نہیں ہوتا جب کے انگریزوں کے کہنے پر اختیار کئے گئے عقیدہ میں کتنا اختلاف وتضاد ہے)۔ کوئی دیوبندی مولوی کچھ لکھتا ہے اور کوئی کچھ، ایک مولوی صاحب کسی چیز کو ضروری قرار دیتے ہے تو دوسرے اسی کو شرک، ایک کسی چیز کا اثبات کرتے ہیں تو دوسرے صاحب اسی کو سخت توہین قرار دے کر انکار کرتے ہیں۔ ایک مولوی صاحب جس عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں تو دوسرے مولوی صاحب اسی کو نصوص قطعیہ کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ غرض ہر طرف ایک الگ ہی تحقیق، ایک الگ ہی دنیا وہ دنیا جو انگریزوں کے